OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

ادب، جمہوریت اور معاشرے کا باہمی تعلق، ایک جائزہ

An analysis of co-relation between Literature, Democracy and Society

Prof. Dr. Meher Muhammad Ejaz Sabir
Professor/Principal, Balochistan Residential College Khuzdar.
Email: mmejazsabir@gmail.com

Received on: 02-07-2024 Accepted on: 06-08-2024

Abstract

Literature, democracy and society are indispensable to each other. Literature ceases to be meaningful without democratic approach and reflection. And reflection. Democracy can't thrive without literature and no society can survive without democracy and literature. In a way, three of these are directly related to human life. Literature expresses and democracy discovers and provides new ways and forums to ponder over this expression and creates depth, seriousness and maturity in the thinking of a society's practical, considerate and impartial society comes into existence. In this article an analysis of inter relation between literature, democracy and society is presented.

Keywords: Literature, Society, Democracy, Economical, Behaviours, Art, Theory, Study.

کلیدی الفاظ: ادب، معاشرہ، جمہوریت، اقتصادی، رویے، فن، نظریہ، مطالعہ

ادب زندگی اور زندگی سے متعلقات کی ترجمانی اور عکاسی کی ذمہ داری انجام دیتا ہے۔ زندگی انسان کی مختلف ذہنی، جسمانی، معاشرتی، اقتصادی اور مذہبی کیفیات، ان کے اثرات اور رُونما ہونے والے مختلف حالات و واقعات، ماحول، عہد اور انسان کے معاشرتی رویوں سے عبارت ہے۔ ان کیفیات میں ہمیشہ یکسانیت نہیں پائی جاتی اور نہ ہی ان کے اثرات دیرپا اور ہمیشہ ایک جیسے محسوس کیے جاتے ہیں۔ یہ کیفیات فرد سے فرد میں اور مختلف اوقات وادوار میں مختلف ہوتی ہیں۔ اسی طرح حالات و واقعات کے اثرات اور ان پر عمل اور رد عمل میں بھی اختلافات پایا جاتا ہے۔ ان میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ پسند و ناپسند میں بھی ہمیشگی نہیں پائی جاتی۔ انسانی جذبات واحساسات میں بھی تغیر اور تبدل ہوتا رہتا ہے۔ کوئی کیفیت یا حالت اگر کچھ لوگوں کے لیے غم اور دکھ کا سبب بنتی ہے۔ تو بعض دوسرے لوگوں کے لیے یہی کیفیت یا حالت خوشی، مسرت، اطمینان اور شادمانی کی وجہ ہوتی ہے۔ فرد کی ان بدلتی کیفیتات اور رُونما ہونے والے مختلف حالات و واقعات کا اظہار ادب میں ملتا ہے۔ ادب ان جذبات، احساسات، کیفیات اور حالات و واقعات کو معاشرے کے تمام افراد کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ اور معاشرے میں جمہوری سوچ پیدا کرنے کی وجہ بنتا ہے۔ اسی سے معاشرے کے افراد مثبت اور منفی پہلوؤں کے بارے میں سوچتے اور ان پر اظہار خیال کرتے ہیں۔

ادب کی تشریحی تعریف ان الفاظ میں ملتی ہے۔

"ادب وہ فن لطیف ہے، جس کے ذریعے ادیب وافکار کو اپنے خاص نفسیاتی و شخصیاتی خصائص کے مطابق نہ صرف ظاہر کرتا ہے، بلکہ الفاظ

کے واسطے سے زندگی کے داخلی اور خارجی حقائق کی روشنی میں ان کی ترجمانی و تنقید بھی کرتا ہے اور اپنے تخیل اور قوت مخترعہ سے کام لے کر اظہار و بیان کے ایسے مسرت بخش حسین اور موثر پیرائے اختیار کرتا ہے۔ جن سے سامع و قاری کا جذبہ و تخیل بھی تقریباً اسی طرح متاثر ہوتا ہے، جس طرح خود ادیب کا اپنا تخیل اور جذبہ متاثر ہوا،''۔(۱)

اپنے زندگی کے سفر کے دوران افراد کا ایک دوسرے کے خیالات، نظریات اور افکار سے وابسطہ رہتا ہے۔ان خیالات، نظریات اور افکار سے مختلف عقائد اور روایات کی بنا پر اتفاق یا اختلاف بھی سامنے آتا ہے۔ دونوں صورتوں میں اظہار بیان اور ایک دوسرے کو اپنے خیالات، احساسات، جذبات اور افکار سمجھانے اور سمجھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ افہام و تفہیم کا بیانیہ وہ واحد راستہ ہے، جس پر چل کر افراد باہمی ذہنی و جسمانی تصادم،افراتفری اور بے چینی سے انفرادی اور اجتماعی طور پر محفوظ رہتے ہیں۔ نظریات و افکار سے اتفاق و اختلاف اور افہام و تفہیم کے ذریعے ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے اور سمجھانے اور پھر اس کی قبولیت سے افراد کے درمیان آپس میں ایک جمہوری طرز عمل پروان چڑھتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک ایسا معاشرتی ماحول جنم لیتا ہے، جہاں افراد کو اظہار بیان کی آزادی اور افہام و تفہیم کی فضا میسر ہوتی ہے، نئے نئے احساسات سامنے آتے ہیں اور احساسات کی تروتازگی قائم و دائم رہتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو معاشرہ زوال اور پستیوں کی راہ پر چل نکلتا ہے۔ یہ کہنا درست ہے کہ ادب ایک نہایت فلسفیانہ مشغلہ ہے اور حساس دلوں کے جذبوں کا اظہار ہے۔ وقت کے بدلنے کے ساتھ حالات تبدیل ہوتے ہیں اور ان بدلتے حالات کا براہ راست اثر معاشرے پر پڑتا ہے۔ سماجی معاشی، تمدنی، تہذیبی اور مذہبی زندگی مختلف ادوار طے کرتی ہے اور پھر نئے نئے مسائل جنم لیتے ہیں، بہت سی چیزیں نئی ہوتی ہیں، لیکن گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ نہ صرف رسمی رہ جاتی ہیں، بلکہ ان میں فرسودگی آجاتی ہے۔ سماجی حالات معاشرتی زندگی پر بھی اثر ڈالتے ہیں اور پھر معاشی حالات زندگی میں نشیب و فراز پیدا کرتے چلے جاتے ہیں انسان بھی اس نشیب و فراز میں پناہیں تلاش کرتا ہے اور ذہنی فرار ایسی تن آسانیاں پیدا کر دیتا ہے کہ تاریکیاں پھیل جاتی ہیں اور ان تاریکیوں میں کچھ دکھائی نہیں دیتا اور یہیں سے ادیب اور ادب کا کام شروع ہوتا ہے۔(2)

ادب انسانی اظہار بیان کا ایک ایسا موثر ذریعہ اور وسیع پلیٹ فارم ہے، جس کو استعمال میں لاتے ہوئے انسانی مشاہدات، خیالات، تجربات ،افکار، فکری و معاشرتی اقدار و روایات اور مختلف قسم کے نظریات و مباحث ظہور پذیر ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ خالی مباحث اور افکار کی جمع و تفریق سے نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لیے جذبوں میں شدت اور سچائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ رائے بالکل درست دکھائی دیتی ہے کہ ادب تاریخی و جغرافیائی معلومات اور فلسفیانہ نظریات اور مباحث کو خالی یک جا کر دینے سے ہی وجود میں نہیں آتا، بلکہ یہ تو خون جگر سے پیدا ہوتا ہے اور بظاہر شعوری ہونے کے ک باوجود لاشعور سے جنم لیتا ہے۔(3)

ادب زندگی کی سچائیوں اور اس کے مختلف رنگوں کو اُجاگر اور نمایاں کرنے میں مدد دیتا ہے۔اس کے توسط سے زندگی کی رعنائیاں اور تلخیاں سامنے آتی ہیں۔ اس کے ذریعے معاشرے کے مختلف النوع مثبت و منفی رجحانات اور رویوں کی تصویر کشی ہوتی ہے۔اس سے زندگی کا شعور حاصل ہوتا ہے اور اسی شعور کے ذریعے افراد کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ادب ہر طرح کے مسائل حیات کے

اظہار اور بیان کا ذریعہ ہے۔ مختلف مسائل حیات کیا ہیں؟ اس کے بارے میں یہ کہنا درست ہے کہ روٹی، کپڑا، مکان اور ان سے پیدا ہونے والے مسائل بھی مسائل حیاتا کے زمرے میں آتے ہیں۔ قرب وجوار اور ہسپتالوں میں لب دم سسکتے ہوئے مریضوں کو دیکھ کر جو کیفیت طاری ہوتی ہے، وہ بھی مسائل حیات ہیں۔ معاشرے میں جو ناانصافیاں ہیں اور جو ظلم وجبر ان ناانصافیوں کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے وہ بھی مسائل حیات کے ذیل میں آتا ہے۔ فرد کے ذاتی مسائل، دُکھ درد، غم روزگار، غم جہاں اور غم جاناں بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔ وہ نظام فر، وہ روایات، وہ چلن، وہ طرز حیات جس نے معاشرے کو منجمد کر دیا ہے، وہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ معاشرے کے باطن میں اضطراب، مخصوص حالات سے پیدا ہونے والی بے چینی اور اس بے چینی سے پیدا ہونے والے جذبات، احساسات اور خیالات بھی مسائل حیات ہیں۔ یعنی انسان جو کچھ زندگی میں دیکھ رہا ہے، جو کچھ وہ کر رہا ہے اور اُس کے کرنے سے، جو معاملات سامنے آرہے ہیں یا جو اچھائیاں، برائیاں پیدا ہو رہی ہیں اور خیر وشر کی صورت حال پیدا ہو رہی ہے، یہ سب مسائل حیات کے ذیل میں آتی ہیں۔(4)

مسائل حیات انفرادی نوعیت کے بھی ہو سکتے ہیں اور سماجی ومعاشرتی حوالوں سے اجتماعی بھی، اس لیے ادب میں انفرادیت بھی پائی جاتی ہے اور اجتماعیت بھی۔ ایک چیز طے ہے کہ مسائل حیات کا تعلق انفرادی حیثیتوں سے ہو یا اجتماعی حوالوں سے، ادب ان کا رشتہ سماج سے جوڑتا ہے اور سماجی اقدار وروایات کو پرکھنے کا پیمانہ بناتا ہے۔ اس بارے میں یہ تجزیہ درست ہے کہ:

> "جس طرح ادب میں مواد اور ہیت کی تفریق ممکن نہیں اسی طرح افرادی اور اجتماعی جھگڑے کے لیے بھی کوئی گنجائش نہیں، اس لیے کہ ادب انفرادی بھی ہے اور سماجی بھی۔ انفرادی اس طرح کہ ادب انفرادی ذہن کی تخلیق ہوتا ہے اور سماجی اس لحاظ سے کہ وہ ذہن جو ادب تخلیق کرتا ہے سماج کا پیدا کردہ ہے۔ ادیب کو اپنی تخلیق کے لیے مواد زندگی اور زندگی کی بوقلمونی سے ملتا ہے اور اس زندگی کے معاملات کو وہ اپنی جولاں گاہ بناتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ادب زندگی کی از سر نو تخلیق کا نام ہے۔"(5)

ادب مسائل حیات کے اظہار کا نام ہے اور اظہار بیان میں کسی بھی موقف سے، کسی بھی خیال سے، کسی بھی احساس اور کسی بھی جذبے سے ہمیشہ اتفاق یا اختلاف کی گنجائش موجود رہتی ہے۔ اس طرز عمل سے جمہوری سوچ پروان پاتی ہے۔ جمہوریت ہی اس اتفاق واختلاف کو ایک دوسرے کے لیے قابل قبول بناتی ہے اور اس سے معاشرے کے افراد میں ذہنی وسعت، تحمل اور رواداری کی سوچ پیدا ہوتی ہے۔ افراد میں فکر وشعور، ذہنی وفکری بیداری کی راہیں کھلتی ہیں۔ یہاں جمہوریت سے مراد محض کوئی جمہوری طرز حکومت نہیں ہے، بلکہ مراد وہ طرز عمل ہے، جس سے معاشرے کے افراد کو اظہار بیان کی پوری آزادی حاصل ہوتی ہے۔ معاشرتی اقدار، روایات، طور طریقوں، طرز عمل، رہن سہن، اچھائیوں، برائیوں اور خیر وشر کے حوالوں سے ایسا اظہار بیان، جس پر کسی قسم کی کوئی قید اور پابندی نہ ہو اور فکر وبیان پر کسی قسم کے پہرے نہ ہوں۔ اس بارے میں ڈاکٹر جمیل جالبی کا کہنا بجا ہے:

''جمہوریت اور ادب دونوں ساتھ ساتھ چلتے اور ایک دوسرے کو مستحکم کرتے ہیں۔ ادب بغیر جمہوریت کے مرجھایا ہوا پھول ہے اور

جمہوریت بغیر ادب کے ایک بنجر ریگ زار ہے۔ جمہوریت صرف کسی ایسی حکومت کا نام نہیں ہے جسے عوام نے منتخب کیا ہو، بلکہ یہ ایک طرز حیات، ایک انداز فکر ہے جس میں دشمن کی بات بھی، ملک و قوم اور عالم انسانیت کے حوالے سے، ٹھنڈے دل سے سنی جاتی ہے، جس میں ذات کو فنا کر کے اجتماعی روح کو اہمیت دی جاتی ہے، جس میں تعصبات سے بلند ہو کر فیصلے کیے جاتے ہیں، جس میں چھوٹی سے چھوٹی رائے کو توجہ اور تحمل سے سنا جاتا ہے اور صرف اپنی طبقاتی یا علاقائی فکر کو دوسروں پر تھوپنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔"(۶)

ادب، معاشرے کی عکاسی اور راہنمائی کا فریضہ انجام دینے کے ساتھ دوسرے معاشروں کی تصویر کشی اور تقابلی جائزہ بھی سامنے لاتا ہے۔ معاشروں کے مختلف طبقات کی نمائندگی بھی کرتا ہے، اور حالات کا جائزہ بھی پیش کرتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل کے حوالوں سے بھی اس میں اظہار ملتا ہے۔ انفرادی رویوں کی جھلک بھی دکھاتا ہے اور اجتماعی سوچ کو بھی سامنے لاتا ہے۔ معاشروں کی معاشی و اقتصادی حالت بھی اس کے ذریعے سامنے آتی ہے۔ سیاسی صورت حال کا نقشہ بھی اس کے ذریعے سامنے آتا ہے۔ اخلاقی قدروں کی موجودگی یا زوال و انحطاط کا اندازہ بھی اس عہد کے ادب سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔ ادب ہر عہد کے تقاضوں کو مد نظر رکھتا ہے۔ اس بارے میں ڈاکٹر سلیم اختر کا کہنا درست ہے کہ:

"ہر عصر کے اپنے مخصوص تقاضے ہوتے ہیں، جن کی ہمنوائی میں ادب کے موضوعات جب تبدیل ہوتے ہیں تو اپنے ساتھ نیا اسلوب نئے الفاظ، نئی علامات اور نئے استعارات بھی لاتے ہیں۔"(۷)

بعض معاملات میں معاشرہ ہماری سوچ و فکر کی راہنمائی کرتا ہے، جسے عام طور پر معاشرتی روایات، اقدار اور حدود و قیود کہا جاتا ہے۔ ادب میں ان معاشرتی اقدار، روایات، رسوم و رواج اور حدود و قیود کا بہر حال خیال رکھا جاتا ہے، لیکن ادب چوں کہ کسی ایک ہی معاشرے کی تصویر کرنے کا پابند نہیں ہوتا اس لیے ادب میں ہر قسم کی سوچ کا اظہار ملتا ہے، معاشرہ مختلف الخیال افراد کا مجموعہ ہوتا ہے، جن کی سوچ اور فکر سے ترقی کی راہیں کھلتی ہیں اور معاشرے میں تر و تازگی قائم دائم رہتی ہے، کیوں کہ مثبت اختلاف رائے نئے راستے منزلیں سامنے لانے میں مدد گار و معاون ثابت ہوتا ہے اور پھر جمہوری طرز طریق میں جہاں اتفاق رائے پایا جاتا ہے وہاں ایک بڑی تعداد اختلاف رائے رکھنے والے افراد بھی ہوا کرتی ہے۔ معاشرے کے افراد میں انسانیت بھی پائی جاتی ہے، انسانیت نوازی بھی۔ نیکی خیر، بھلائی، جینے کی اُمنگ رکھنے، حوصلہ، مثبت مقابلے کی فضاء ایک دوسرے کی مدد کا جذبہ انصاف پسندی، امن پسندی بھی افراد میں ملتی ہے۔ اور اس کے برعکس اُسی معاشرے میں بعض افراد میں حیوانگی، درنگی، برائی بدی، شر، کم ہمتی، عیاری، مکاری، منفی رجحانات، حسد، لالچ، غیر منصفانہ رویے ظلم و جبر اور جنگی جنون بھی ملتا ہے۔ خیر اور شر کے اس مقابلے میں ادب اور جمہوری طرز عمل وہ ذرائع ہیں، جو ان میں توازن پیدا کرنے میں اپنا اپنا کردار انجام دیتے ہیں۔ ادب اور جمہوریت اور ان کی وجہ سے معاشرے کی اجتماعی سوچ، خیر اور شر میں تفریق اور ان میں موازنہ اور ان کے نتائج سے افراد کو باخبر رکھتی ہے۔

ادب کس طرح معاشرے کے افراد کو متاثر کرتا ہے؟ اور قاری کس طریقے سے ادب کا مطالعہ کرتا ہے؟ اس بارے میں یہ کہنا درست ہے کہ

قاری ادب کو اپنے ذوقا ور تاثر کی روشنی میں پڑھتا ہے اور پھر اس کے بارے میں کوئی رائے رکھتا ہے یا اس کی بابت کوئی رائے پیش کرتا ہے۔ اسی طرح قاری جمالیات کے عقلی یا فلسفیانہ اصولوں کی روشنی میں ادب کے پارے کو حسن کے نقطہ نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے۔ یا پھر قاری ادب پارے میں حسن کے علاوہ افادیت کے عنصر کو بھی دیکھتا ہے اور اس کے مطابق کوئی رائے پیش کرتا ہے۔(۸) قاری میں یہ ذوق اور تاثر جمالیات، حسن اور افادیت کے عناصر کی طرف توجہ دلانے میں معاشرہ اور جمہوریت مرکزی کردار ادا کرتے ہیں۔

ادب، جمہوریت اور معاشرہ تینوں لازم وملزوم ہیں اور رہیں گے، کیوں کہ معاشرہ کا وجود ادب کے بغیر مشکل ہے۔ ادب اور معاشرہ دونوں کا تعلق براہ راست زندگی سے ہے، ادب اظہار زندگی کا نام ہے، جس سے غور فکر اور سوچ وبچار کی راہیں کھلتی ہیں۔ اسی سے معاشرے کے تمام افراد کی سوچ اور فکر میں گہرائی پیدا کرتی ہے۔ اتفاق واختلاف کی جمہوری راہیں کھلتی ہیں اور نتیجے میں ایک معاشرہ وجود میں آتا ہے، جس کے افراد کے رویوں میں وسعت، عمل اور رواداری موجود ہوتی ہے۔

حوالہ جات:

(۱) ڈاکٹر سید عبداللہ، اشارات تنقید، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۰ء ص: ۲۳۶۔

(۲) ڈاکٹر حسرت کاسگنجوی، بیسویں صدی میں اردو ادب، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۸۸ء ص: ۹-۸۔

(۳) سید اصغر کاظمی، مرتبہ، تنقید نما، جلد دوم، حرا فاؤنڈیشن پاکستان، کراچی ۲۰۰۳ ء، ص: ۶۰۔

(۴) ڈاکٹر جمیل جالبی، معاصر ادب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص: ۲۹۔

(۵) ڈاکٹر اے۔ بی۔ اشرف، مسائل ادب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص: ۲۲۔

(۶) ڈاکٹر جمیل جالبی، معاصر ادب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص: ۲۳۔

(۷) ڈاکٹر سلیم اختر، ادب اور کلچر، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص: ۲۸۴۔

(۸) ڈاکٹر سید عبداللہ، اشارات تنقید سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص: ۲۱۴۔

References:

1. Dr. Syed Abdullah, Isharat-e-Tanqeed, Sang-e-Meel Publication, Lahore, 2000 P: 236.
2. Dr. Hasrat Kasganjwi, Beesveen Sadi main urdu Adab, urdu academy Sindh Karachi, 1988, P: 8-9.
3. Syed Asghar Kazmi, Muretaba, Tanqeed Numa Vol:2, Hira Foundation Pakistan Karachi, 2003 P: 60.
4. Dr. Jamil Jalibi, Maaser-e-Adab Song-e-Meel Publication Lahore, 1991, P: 29.
5. Dr. A.B Ashraf, Massail-e-Adab, Sang-e-Meel Publication Lahore, 1995, P: 22.
6. Dr. Dr. Jamil Jalibi, Maaser-e-Adab, Sang-e-Meel Publication Lahore, 1991, P: 23.
7. Dr. Salim Akhtar, Adad aur Culture, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2001, P: 284.
8. Dr. Syed Abdullah, Isharat-e-Tanqeed, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2000, P: 214.